کتاب نما

تفہیم القرآن، سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ۔ فارسی ترجمہ، جلد اول، مترجم: کلیم اللہ متین (نظرثانی: سید احمد مودودی چشتی)۔ صفحات: ۷۲۸۔ جلد دوم: کلیم اللہ متین۔ صفحات: ۱۰۴۲۔ جلد سوم: ڈاکٹر آفتاب اصغر۔ صفحات: ۱۱۶۲۔ جلد چہارم: سید نیاز محمد ہمدانی۔ صفحات: ۹۳۹۔ جلد پنجم: سید نیاز محمد ہمدانی۔ صفحات: ۸۵۰۔ جلد ششم: کلیم اللہ متین (نظرثانی: سید احمد مودودی چشتی)۔ صفحات: ۶۷۸۔ قیمت، مکمل سیٹ: ۲ ہزار روپے۔

اگرچہ ایرانی فضلا اور دانش وروں کے ہاں اس کا ذکر بہت کم آیا ہے مگر ۱۹۷۹ کے انقلاب ایران کے پس منظر میں مولانا مودودیؒ کی تحریروں کے اثرات بھی یقیناً کارفرما رہے ہیں۔ انقلاب سے پہلے مولانا کی بیسیوں تصانیف فارسی میں ترجمہ ہو کر، ایران میں نشر ہو چکی تھیں۔ لیکن بیشتر کتابیں تصانیف مودودی کے عربی تراجم سے فارسی میں منتقل ہوئی تھیں اور ان پر ایرانی مترجمین نے بعض حواشی کا اضافہ بھی کر دیا تھا۔ انقلاب کے بعد ان کی طلب بڑھی تو دارالعروبہ نے مولانا کی اصل اردو تحریروں سے فارسی تراجم کا اہتمام کیا اور اب دو چار کے سوا، مولانا کی جملہ تصانیف فارسی قالب میں ڈھل چکی ہیں۔

سید مودودیؒ کی "تفہیم القرآن" نے بلاشبہ لاکھوں اردو قارئین کو متاثر کیا۔ شاید ہی کسی اور اردو تفسیر نے قرآن فہمی کے ضمن میں ذہنوں پر ایسے گہرے اور اتنے وسیع اثرات مرتب کیے ہوں گے۔ دنیا کی متعدد زبانوں میں اس کے تراجم ہو چکے ہیں---- انقلاب ایران کے بعد ترجمہ تفہیم کی اشد ضرورت محسوس کی گئی۔ اس منصوبے میں دارالعروبہ کے جناب فیض الرحمٰن ہمدانی کی کاوشوں کو بنیادی دخل رہا ہے۔ کسی مناسب مترجم کی تلاش میں، وہ بارہا ایران اور افغانستان گئے۔ حزب اسلامی افغانستان کے رہنما برہان الدین ربانی نے ان کا تعارف افغان ادیب اور شاعر کلیم اللہ متین سے کرایا۔ ان کا ترجمہ مولانا خلیل حامدی صاحب نے بھی پسند کیا اور متین صاحب ان کے ایما پر پشاور سے منصورہ، لاہور آ گئے اور متذکرہ بالا منصوبے پر کام کا آغاز کر دیا۔ انھوں نے سب سے پہلے جلد ششم کا ترجمہ کیا جو ۱۹۸۹ میں شائع ہوا۔ بعد ازاں جلد اول اور دوم کے تراجم کیے، مگر افسوس کہ متین صاحب کی عمر نے وفا نہ کی۔ (اللہ ان کی مغفرت کرے) تیسری جلد کا کام ڈاکٹر آفتاب اصغر (حال پروفیسر و صدر شعبہ فارسی پنجاب یونی ورسٹی لاہور) کے سپرد ہوا۔ موصوف فارسی زبان و ادب کے ماہر استاد اور ایک کہنہ مشق مترجم ہیں۔ قبل ازیں وہ مولانا مودودیؒ کے "خطبات" کا

نہایت عمدہ ترجمہ کر چکے تھے۔ انھوں نے ترجمہ تفہیم میں جدید لغت و محاورے کو مدنظر رکھا۔ ابھی مزید تین جلدیں باقی تھیں۔ اس کار عظیم کی تکمیل، فرد واحد کے بس کی بات نہ تھی چنانچہ سید نیاز محمد ہمدانی کو اس منصوبے میں شریک کیا گیا۔ ترجمہ جاری رہا اور مولانا حامدی کی سرپرستی اور فیض الرحمٰن ہمدانی کی کاوشوں سے، ترجمے کی جلدیں یکے بعد دیگرے شائع ہونا شروع ہوئیں۔ مولانا حامدی کی وفات (۲۵ نومبر ۱۹۹۴) کے بعد تو یہ بارگراں، مکمل طور پر فیض الرحمٰن صاحب کو اٹھانا پڑا۔ مترجمین سے رابطے و تکمیل کار، پھر ترجمے کی مراجعت، کمپوزنگ، پروف خوانی، اشاریہ سازی اور طباعت و جلد بندی وغیرہ کے مراحل نہایت کٹھن اور صبر آزما تھے۔ فیض الرحمٰن صاحب نے ناسازگاری حالات اور خرابی صحت کے باوجود جس عزم و ہمت سے انھیں طے کیا، اس پر وہ مبارک باد کے مستحق ہیں۔ اس کار عظیم کا اجر، اللہ کے پاس محفوظ ہے۔

زیرنظر ترجمے اور نظرثانی میں چونکہ بہت سے اصحاب شریک رہے ہیں اس لیے ترجمے کی زبان اور اسلوب میں بھی کامل یکسانیت نہیں ہے، مثلاً: وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ، کلیم: "و نماز را بپا دارید"۔ آفتاب: "و نماز بگزارید"۔۔۔ وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِکَۃِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِیْسَ (البقرہ ۲: ۳۴) کلیم: "پس چون بہ ملائکہ گفتیم برای آدم فروتن باشید، سجدہ نمودہ فروتن شدند جز ابلیس" (جلد اول، ص ۶۱)۔ آفتاب: "وقتی ما بہ فرشتگان گفتیم کہ بہ آدم سجدہ کنید، ہمہ آنہا سجدہ کردند ولی ابلیس سجدہ نکرد" (الکہف ۱۸: ۵۰، جلد سوم، ص ۴۳) مگر خیال رہے کہ ترجمے کا یہ اختلاف محض لسانی و لفظی ہے، مفہوم دونوں کا درست ہے۔ ترجمے کے اختلاف کا یہ مطالعہ اس اعتبار سے دلچسپ ہے کہ ایک ہی مترجم ایک ہی آیت کا ترجمہ دو مختلف مقامات پر، مختلف انداز میں کرتا ہے، مثلاً: مندرجہ بالا آیت کا ترجمہ، آفتاب صاحب نے ایک اور جگہ یوں کیا ہے: "ما بہ فرشتگان گفتہ بودیم کہ بہ آدم سجدہ کنید، ہمہ آنہا بہ سجدہ در آمدند ولی (درمیان آنہا) ابلیس بود کہ انکار کرد" (طٰہٰ ۲۰: ۱۱۶، جلد سوم، ص ۱۹۴) اس طرح اللہ کلیم متین کے ہاں بھی ایک ہی آیت (البقرہ ۲: ۴۹، ابراہیم ۱۴: ۶) کے ترجموں میں الفاظ و انداز کی پوری یکسانیت نہیں ہے (جلد اول، ص ۲۷ اور جلد دوم، ص ۴۲۸)۔ اس سے بھی زیادہ دلچسپ بات یہ ہے کہ خود مولانا مودودیؒ کے اردو ترجمے میں بھی ایسی مثالیں مل جاتی ہیں۔ ایک مثال تو خاص طور پر قابل داد ہے۔ مولانا نے سورہ الرحمٰن ۵۵ میں بہ تکرار آنے والی آیت (فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ) کے، موقع محل کے لحاظ سے متعدد (اور مختلف) ترجمے کیے ہیں۔ مثلاً: (۱) تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ (۲) تم اپنے رب کی کن کن صفات حمیدہ کو جھٹلاؤ گے؟ (۳) تم اپنے رب کے کن کن عجائبات قدرت کو جھٹلاؤ گے؟ (۴) تم دونوں گروہ اپنے رب کے کن کن احسانات کا انکار کرتے ہو؟ وغیرہ۔ لہٰذا جیسا اوپر عرض کیا گیا، ترجمے کے اسلوب میں یہ فرق، کسی لحاظ سے اعتراض کا باعث نہیں ہو گا، بلکہ ایک اعتبار سے یہ خوش گوار ہے کیوں کہ زیرنظر ترجمہ تفہیم القرآن نہ صرف

ایران، بلکہ افغانستان اور وسطی ایشیا کی مسلم ریاستوں میں بھی پہنچے گا، جہاں کا "سبک" (انداز، اسلوب) سبک ایران سے قدرے مختلف ہے۔ (فیض صاحب نے دیباچے میں بتایا ہے کہ ترجمہ تفہیم کی تکمیل سے پہلے، اس کے بعض اجزا اشاعت پذیر ہوئے تو وسطی ایشیا کے ممالک اور آذر بائیجان سے اس کی طلب ہونے لگی)۔

فارسی زبان میں اس ترجمے کی اشاعت، ادبیات مودودی کے ذخیرے، نیز فارسی کے تفسیری ادب میں ایک اہم اور قابل قدر اضافہ ہے۔ حسن طباعت کے تقاضوں کا خیال رکھتے ہوئے، ناشر نے خاصے اہتمام سے کام لیا ہے۔ جملہ مجلدات کا حسن صوری بھی خوب ہے۔ (رفیع الدین ہاشمی)

سہ رنگا نظام تعلیم، رضوانہ سید علی۔ ناشر: جنگ پبلشرز، آغا خان روڈ لاہور۔ صفحات: ۱۲۸، قیمت: ۸۰ روپے۔

یہ مختصر سی کتاب پاکستان کے موجودہ نظام تعلیم کے تعارف اور کیفیت پر مبنی ایک دلچسپ مطالعہ ہے۔ مصنفہ، شعبہ تدریس سے تعلق رکھتی ہیں۔ انھوں نے اپنے مشاہدے کے ساتھ دیگر افراد کی آرا کو بھی پیش کیا ہے۔ ہماری حکومتوں اور انتظامیہ، بلکہ خود عوام کے لیے بھی سب سے کم دلچسپی کا موضوع غالباً تعلیم ہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سب بے علمی اور جہالت کا رونا روتے ہیں، مگر اس سیاہی کو دھونے کے لیے کوئی بھی قدم اٹھانے کے لیے تیار نہیں۔ آج برطانیہ اور امریکہ جیسی ترقی یافتہ کہلانے والی طاقتیں اور ان کے حکمران اپنے تعلیمی نظام کو بدنصیب اور فرسودہ قرار دے رہے ہیں مگر ہمارے حکمران اپنے ازکار رفتہ تعلیمی سلسلے سے مطمئن ہیں اور اگر غیر مطمئن ہیں تو اس کا حل نجی شعبے کی بنیاگردی میں تجویز کرتے ہیں۔ معلوم نہیں عوام اور حکمرانوں میں احمق کون ہے اور جاہل کون؟

تعلیم جیسے غیر اہم (مگر دراصل نہایت اہم) موضوع کو اجاگر کرنے کے لئے مصنفہ نے دلچسپ پیرایہ اظہار اختیار کیا ہے جس کے نتیجے میں ان کی یہ تحریر، حقائق پر مبنی ہونے کے باوجود افسانے سے زیادہ پرکشش اور دلچسپ محسوس ہوتی ہے۔ اس موضوع سے دلچسپی نہ رکھنے والا فرد بھی اس ہلکی پھلکی کتاب میں موجود وزنی دلائل سے متاثر ہو گا۔ کتاب کے چند مقامات سے کچھ جملے ملاحظہ فرمایئے: "یہ اسکول ہے یا یتیم خانہ، آدھے سے زیادہ بچوں کی مائیں فریاد لے کر جاتی ہیں" (ص ۴۲)۔ "یہ انگلش میڈیم اسکول نہیں، بلکہ ڈھونگ میڈیم اسکول ہیں" (ص ۸۰)۔ "ہم وہیں کھڑے ہیں، جہاں سرسید نے ہمیں چھوڑا تھا" (ص ۱۰۸)۔ "ہمارے نوجوان کو ایسا پر اعتماد اور صاحب کردار بنایئے کہ جو ایک طرف ستاروں پر کمند ڈالے تو دوسری طرف قرآن اس کے سینے میں نقش ہو۔ اس کے لیے لازم ہے کہ تعلیم بذمہ ریاست ہو..... ہمیں بڑی عمارتیں نہیں چاہییں، ہر مسجد میں ٹاٹ بچھا دیں، لیکن ہمارے بچے کو پڑھنا چاہیے"۔ (ص ۱۱۷-۱۱۸) وغیرہ۔

کتاب کا عنوان حسب حال نہیں، پاکستانی نظام تعلیم کو "سہ رنگا نظام تعلیم" کہنے کے بجائے بے رنگ نظام تعلیم کہنا چاہیے جو نظام تعلیم کے نام پر ایک دھبہ ہے۔ (سلیم منصور خالد)

روشنی کے مینار، حافظ محمد ادریس۔ ناشر: مکتبہ احیائے دین منصورہ، لاہور۔ صفحات: ۱۹۲۔ قیمت: ۵۶ روپے۔

مولانا حافظ محمد ادریس نے ۱۹۷۰ء میں ساہی وال جیل کے زمانہ اسارت میں، قیدیوں کے سامنے صحابہ کرامؓ کے سوانح پر تقاریر کا ایک سلسلہ شروع کیا تھا۔ رہائی کے بعد، یہ خطبے تحریراً منضبط ہو کر "آئین" لاہور میں چھپنا شروع ہوئے۔ بعدازاں متعدد احباب کے اصرار پر متذکرہ خطبات پر مشتمل ایک مجموعہ مضامین ۱۹۷۲ء میں، گجرات سے شائع ہوا۔ مصنف موصوف کی یہ پہلی کتاب تھی۔ زیر نظر اس کی تازہ ترین اشاعت ہے۔

عشرہ مبشرہ کو چھوڑ کر (کہ ان پر: "ان شاءاللہ پھر کبھی لکھا جائے گا"۔) زیر نظر مجموعہ بیس صحابہؓ کے مختصر حالات پر مشتمل ہے۔ یہ وہ "صحابہؓ" ہیں جن کا نام تو عموماً پڑھے لکھے لوگ جانتے ہیں، مگر ان کے ایمان افروز واقعات سے اکثر بے خبر ہیں"۔ حافظ صاحب نے ان صحابہؓ کی سوانح سے ایسے واقعات پیش کیے ہیں "جن کے اندر اسلام ایک تحریک، چلتی پھرتی زندہ و فعال تحریک کی صورت میں نظر آسکے"۔ صحابہؓ کے نام یہ ہیں: زیدؓ بن حارثہ، بلالؓ، عثمانؓ بن مظعون، زیدؓ بن خطاب، مرثدؓ بن ابی مرثد، طفیلؓ بن عمرو دوسی، سہیلؓ بن عمرو، اسامہؓ بن زید، سلمان فارسیؓ، محمدؓ بن مسلمہ، عمارؓ بن یاسر، مصعبؓ بن عمیر، حمزہؓ بن عبدالمطلب، عباسؓ بن عبدالمطلب، جعفر طیارؓ، عبداللہ المزنیؓ، سراقہؓ بن مالک بن جعشم، عکرمہؓ بن عمرو بن ہشام، خبیبؓ بن عدی، عبداللہؓ بن مسعود۔

قرآن حکیم کا فلسفہ تاریخ (فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ)، حافظ محمد ادریس کے پیش نظر رہا ہے۔ یعنی تاریخ ہمیں غور و فکر کی دعوت دیتی ہے اور تاریخ کے نشیب و فراز باعث عبرت ہیں۔ ضرورت ہے کہ ہم "اچھی مثالوں کی پیروی کریں اور اپنے آپ کو نعمت ربانی کا مستحق بنائیں"۔ امید واثق ہے کہ قارئین، ان اوراق کے مطالعے سے عبرت و موعظت کا وہ قیمتی سبق حاصل کریں گے، جو مصنف کی تحریر و تسوید کی غایت رہا ہے۔ آئندہ اشاعت میں قرآن، حدیث اور دیگر عربی متون پر اعراب لگا دیے جائیں تو (علما کے علاوہ) عام قارئین کے لیے بھی ممکن ہو گا کہ وہ ان عبارات کو صحت کے ساتھ پڑھ سکیں۔ کتابت و طباعت عمدہ ہے اور قیمت مناسب۔ (ر۔ ہ)

ذوق جہاد: لوازمات و برکات، سید واجد رضوی۔ ناشر: القلم، ۱۱۔شان پلازہ، بلیو ایریا، اسلام آباد۔ صفحات: ۱۷۵۔ قیمت: ۱۲۰ روپے۔

واجد رضوی متعدد کتابوں کے مصنف ہیں۔ ان کی یہ تازہ تصنیف اپنے مواد، پیش کش اور طباعت کے

لحاظ سے ایک عمدہ کتاب ہے، جس کا مقصد "جہاد کی حقیقت کا شعور، ملت اسلامیہ اور بالخصوص عساکر اسلام میں پیدا کرنا ہے"۔ زیادہ تر موضوع بحث وہ منظم جہاد (یعنی قتال) ہے جو باقاعدہ فوج کے ذریعے کیا جاتا ہے۔ ابتدائی مضامین میں مصنف نے جہاد کے عمومی تصور کا اچھا تعارف کرایا ہے۔ مصنف کا تصور جہاد، کتاب و سنت کے مطابق اور واضح ہے۔ انداز بیان تحرک انگیز اور فصیح و بلیغ ہے۔

کتاب کی انفرادیت، اس میں پائی جانے والی فنون حرب کی بحثیں ہیں۔ اس معاملے میں بہت سی معلومات اور آرا مغربی ماہرین حرب سے لی گئی ہیں، مگر ساتھ ساتھ مصنف تاریخ اسلام سے مثالیں بھی دیتے رہتے ہیں۔ اخلاقی قوت کی اہمیت کے تذکرے اور اخلاقی خوبیوں کے بیان میں وہ اسلام کے بلند اور وسیع تصور اخلاق اور شجاعت کو شامل کرتے ہیں، اور اس کی عمدہ اور بروقت وضاحت کرتے ہیں۔ ان کی یہ کوشش ایک اہم عمرانی علم یعنی فن حرب کو اسلامی رنگ دینے میں بہت مددگار ثابت ہو سکتی تھی، لیکن وہ بھی اس علمی خامی سے پوری طرح نجات حاصل نہیں کر سکے جو دور حاضر کے مسلمانوں کے بنیادی مسائل میں سے ہے یعنی اسلامی عقائد و تصورات اور منطقی تقاضوں میں تعلق کی نوعیت کو سمجھنے کی ضرورت کا پوری طرح احساس نہ کرنا۔ ص ۱۱۳ پر مصنف فرماتے ہیں: "میدان جنگ کے بھی اصول ہیں جو عہد حاضر میں ماہرین حرب نے صدیوں کی تاریخ کو سامنے رکھ کر مدون کیے ہیں۔ یہ امر مسلمانوں کے لیے باعث افتخار ہے کہ سپہ سالار اسلام، سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ساتویں صدی میں ان اصولوں پر عمل فرما چکے تھے"۔ اس کے بعد وہ "اقدام، اچانک حملہ اور ارتکاز" جیسے جنگی اصولوں کا ذکر کرتے ہیں۔ یہ اصول مصنف کے مطابق ماہرین حرب نے تجربات سے اخذ کیے ہیں۔ مصنف یہ کہنے یا تاثر دینے کی ضرورت کیوں محسوس کرتے ہیں کہ تجربہ کوئی ایسا علم نہیں دے سکتا، جو نبیؐ کے ذریعے ہمیں نہ ملا ہو؟ کیا ان کے نزدیک، یا اس انداز بیان اپنانے والے دوسرے اصحاب کے نزدیک، اسلامی تعلیمات میں تجربے کے بذات خود ایک سرچشمہ علم ہونے کی نفی کی گئی ہے؟ کیا یہ سچ نہیں کہ بہت سے معاملات ایسے ہیں جو نبیؐ کی اپنی تصریحات کے مطابق قرآن و سنت کے ذریعے ہم تک پہنچنے والی تشریعی راہنمائی کے دائرہ کار میں نہیں آتے، اور جو اللہ تعالیٰ نے انسانی عقل اور مشاہدات و تجربات یعنی عمرانی اور فطری علوم (Social and Natural Science) کے لیے چھوڑ دیے ہیں؟ یہ البتہ اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ تجربات سے علم اخذ کرتے وقت ایک مسلمان کو کس ذہنیت کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔ غیر مسلم اس عمل کو ایک غلط ذہنیت کے ساتھ کرتے ہیں، لہٰذا ان کے پیش کردہ مفید علم کا حصول ہمارے لیے فرض کفایہ ہے اور اسے سانچے میں ڈھالنے کی بہرحال ضرورت ہے۔ مگر یہ ضرورت کہیں زیادہ ہے اور کہیں بہت کم (جیسے فنی تفصیلات میں ---- اور نصابی کتابوں کا مقدار کے لحاظ سے زیادہ تر مواد انھی پر مشتمل ہوتا ہے)۔ اگر اس طرح کی وضاحتیں بھی کر دی جاتیں تو کتاب ہمارے ماہرین

حرب کے فنی معیار کو متاثر کیے بغیر ان کی اسلامی ذہنی تربیت کرنے میں خاصی مددگار ثابت ہوتی۔ مگر جب تک ہمارے ہاں اس طرح کی وضاحتوں کا رواج عام نہیں ہوتا، یہی ہوتا رہے گا کہ اسلام کو مکمل نظام حیات سمجھنے والے لاشعوری طور پر دنیاوی (کم از کم عمرانی) علوم کو صرف وحی کا مد مقابل، اور یوں غیر ضروری یا غلط ہی سمجھتے رہیں گے، اور ان علوم کے ماہرین، اپنے کام میں دینی "مداخلت" کو ناپسند کرتے رہیں گے۔ (ڈاکٹر بلال مسعود)

Islamic Etiquette: Drop to Dust (اسلامی آداب زندگی)، محمد حبیب الدین فضلی۔ ناشر: اکیڈمی آف لائف اینڈ لیٹرز، آر ۶۹، سیکٹر ۸، نارتھ کراچی، کراچی ۷۵۸۵۰۔ صفحات: ۲۴۳۔ قیمت: ۳۵ روپے۔

مصنف نے عرق ریزی سے وہ تمام قرآنی آیات اور احادیث جمع کر دی ہیں جن کا تعلق روز مرہ واقعات یا آداب معاشرت سے ہے۔ کتاب آٹھ ابواب پر مشتمل ہے: پیدائش، آداب، سماجی رابطہ، نیک اعمال، حقوق و فرائض، طہارت، مسائل خاندان اور مسائل قبر۔ ہر موضوع کے حوالے سے نمبروار قرآنی آیات اور پھر نمبروار احادیث درج کر دی ہیں اور جہاں جہاں ضرورت محسوس کی ہے، حواشی بھی دے دیے ہیں۔

یہ پہلو خوش آیند ہے کہ دینی تعلیمات کو سمجھنے کے لیے انگریزی زبان میں لٹریچر تیار ہو رہا ہے۔ اس روش کو رواج دینے والے مبارک باد کے مستحق ہیں، تاہم زیر بحث کتاب کے حوالے سے چند امور قابل توجہ ہیں۔

۱۔ دعوت و تبلیغ سے تعلق رکھنے والی ایسی کتاب کو بائبل کی آیات کی طرح نمبروار تقسیم کر دینا مناسب نہیں ہے۔ قرآنی آیات، احادیث شریفہ اور فقہائے کرام کی آرا میں ربط پیدا کرنے کے لیے ضروری ہے کہ مصنف ان کو مسلسل تحریر کی صورت میں پیش کرے۔

۲۔ مصنف نے بڑی خوبی سے دور جدید کی ایجادات (مثلاً ٹیلی فون پر گفتگو کے آداب جیسے موضوع) پر بھی مواد اکٹھا کر دیا ہے تاہم چند مقامات پر نظرثانی کی ضرورت محسوس ہوتی ہے، مثلاً مصنف کا یہ کہنا کہ تصویر کی حرمت کے جو احکام ہیں وہ تمام کے تمام ٹیلی ویژن پر لاگو ہوتے ہیں، درست نہیں ہے۔

۳۔ قرآنی آیات یا احادیث کا متن درج کیا جانا چاہیے تھا۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام نامی کے ساتھ صلوٰۃ و سلام کا نہ ہونا بھی غیر مناسب ہے۔ بہ حیثیت مجموعی زبان و بیان مناسب ہے۔

(محمد ایوب منیر)

وہ بھی کیا دن تھے، حکیم محمد سعید۔ ناشر: ہمدرد فاؤنڈیشن، ناظم آباد کراچی۔ صفحات: ۶۴۔ قیمت: ۲۵ روپے۔

بچپن کی یادوں، باتوں اور شرارتوں پر مشتمل مضامین یا "سعید پارے" حکیم صاحب (پیدایش: ۱۹۲۰ء) کی متحرک و ہمہ آن مستعد اور مہم جو افتاد طبع کا آئینہ ہیں۔ طرح طرح کے شوق: شہسواری، ہرن کا شکار، موٹر چلانا، ورزش، پہلوانی، فٹ بال اور شرارتیں۔۔۔ بایں ہمہ بزرگوں کا احترام ہر آن پیش نظر رہا، بالخصوص برادر بزرگ حکیم عبدالحمید کا، جن کی شفقت، انداز تربیت اور ضبط نفس مثالی رہا۔ بتاتے ہیں کہ ایک بار ہرن کا شکار کھیلتے ہوئے میں نے ایک بار کھیت سے ایک گنا توڑا اور چوسنا شروع کیا۔ بھائی جان سخت ناراض، انھوں نے بڑے تردد سے کھیت والے کو تلاش کرایا۔ میں نے بلااجازت گنا توڑنے پر اس سے معافی مانگی۔ پھر بھائی جان نے اسے زبردستی پیسے دیے۔ حکیم صاحب کی ان یادوں میں، نونہالوں کے ساتھ بڑوں کے لیے بھی ایک پیغام، ایک سبق ہے۔ وہ کڑھتے ہیں کہ شادیوں کی تقاریب میں وقت کی پابندی نہیں ہوتی۔ لوگ دیر سے آتے ہیں، مزید تاخیر بارات والے کرتے ہیں۔ عموماً ہر تقریب میں ہر مہمان کے ۴ گھنٹے ضائع ہوتے ہیں، ایک ہزار مہمان ہوں تو چار ہزار گھنٹے برباد۔ غرض یہ تحریریں دلچسپ ہیں اور اشاعت معیاری ہے۔

جناب مسعود احمد برکاتی کو مبارک باد کہ انھی کے اصرار پر حکیم صاحب نے قلم اٹھایا اور انھوں نے ہی اسے مرتب کر کے شائع کرایا۔ (د - ہ)

حضرت انس بن مالکؓ، ابن عبدالشکور۔ ناشر: کوثر پبلی کیشنز بنگلور۔ ملنے کا پتا: حلیم بک ڈپو ۲/۱۷۸۱ حوض سوئی والان، دریا گنج، نئی دہلی۔ صفحات: ۵۰۸۔ قیمت: ۱۳۰ روپے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم و تربیت کے قابل قدر نمونے وہ نفوس بشریہ ہیں جو آپؐ پر ایمان لائے، آپؐ کی صحبت میں رہے اور آپؐ کے نور ہدایت نے جن کو روشن ستارے بنا دیا۔ یہ لوگ آپؐ کے فیض صحبت سے شب و روز مستفید ہوتے تھے۔ زیر نظر کتاب انھی روشن ستاروں میں سے ایک، خادم رسولؐ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے حالات و واقعات، سیرت و تعلیمات اور اقوال و اعمال پر مشتمل ہے۔ وہ دس سال تک آپؐ کی خدمت میں رہے۔

فاضل مصنف قبل ازیں امہات المومنین حضرت صفیہؓ، حضرت جویریہؓ اور حضرت ابوسفیانؓ اور حضرت جبرئیلؑ پر سوانحی کتابیں شائع کر چکے ہیں۔ زیر نظر کتاب میں مروج سوانحی انداز و اسلوب اختیار نہیں کیا گیا۔ مصنف نے کتاب کا آغاز ہجرت نبویؐ سے کیا ہے، جب حضرت انسؓ رسولؐ اللہ کے ہاں بطور خادم مقرر ہوئے۔ پھر آپؐ کی مدنی زندگی کے فقط انھی واقعات کو قلم بند کیا ہے جو حضرت انسؓ سے مروی ہیں۔ "سنہرے دن" کے عنوان سے خلفاے راشدین سے متعلق روایات حضرت انسؓ بیان کی گئی ہیں۔ اس کے

بعد حضرت انسؓ کے حالات زندگی، سیرت، خاندان وغیرہ کا ذکر ہے۔ حضرت انسؓ نے رسول اللہؐ اور صحابہ کرامؓ سے جو کچھ اخذ کیا، جو کچھ سنا، دیکھا، محسوس کیا، اسے اصحاب امت تک پہنچا دیا۔ فاضل مصنف نے اس تمام تفصیل کو مختلف عنوانات کے تحت جمع کر دیا ہے۔

کتاب میں خطابت کا انداز نمایاں ہے۔ بعض مقامات پر مکالمے کا انداز اختیار کیا گیا ہے، مگر اسلوب عام فہم ہے۔ ایک کمی تو یہ محسوس ہوتی ہے کہ روایات و واقعات کے حوالہ جات کا کوئی اہتمام نہیں کیا گیا۔ مصنف، فقط مسلم، بخاری، طبرانی وغیرہ کا ذکر کر دیتے ہیں۔ دوسرے: کتاب میں تالیفی تنظیم و ترتیب کی شدید کمی ہے۔ مؤلف کو جو لوازمہ ملا، اسے جمع کر دیا گیا ہے حتیٰ کہ حضرت انسؓ سے مروی احادیث بھی ــــ اگر جملہ لوازمے کو سوانحی اصولوں کے مطابق مرتب کیا جاتا تو حضرت انسؓ کی شخصیت کا زیادہ عمدہ نقش سامنے آتا، اس کے باوجود یہ کتاب لائق مطالعہ ہے۔ (حافظ محمد سجاد)

۱۔ براہ کرم تبصرے کے لیے ہر کتاب کے دو نسخے روانہ کیجیے۔

۲۔ ادارہ، تبصرے کے لیے موصول ہونے والی ہر کتاب پر تبصرہ شائع کرنے کا پابند نہیں۔

۳۔ کسی کتاب کے ساتھ، مصنف یا ناشر کی طرف سے موصولہ تحریری تبصرے شائع نہیں کیے جاتے۔

(مدیر)

سیرت کے پروگرامات ہوں یا ممبر سازی مہم،

منشورات کے کتابچے دعوت کا بہترین ذریعہ ہیں۔

☐ سیرت پاکؐ کا تاریخی کردار	پروفیسر خورشید احمد	۳۰۰/- روپے سیکڑہ
☐ چند تصویریں سیرتؐ کے البم سے	خرم مراد	۵۰۰/- 〃
☐ کلام نبویؐ کی صحبت میں	〃	۶۰۰/- 〃
☐ رسالت محمدیؐ	〃	۱۰۰/- 〃
☐ توہین رسالت کا مسئلہ	〃	۱۰۰/- 〃
☐ ضمیر کی بات	مظفر بیگ	۱۵۰/- 〃
☐ سود کی لعنت	پروفیسر خورشید احمد	۱۲۵/- 〃

(۱) منشورات، منصورہ، ملتان روڈ، لاہور 54570 فیکس: 042-7832194

(۲) ڈیسنٹ بک پوائنٹ: اے 57 بلاک 5، گلشن اقبال نزد مدنی مسجد، جامعہ ابوبکر، کراچی Ph:4967661

(۳) بک پروموٹرز: بلاک 19، نصر چیمبرز، مرکز F-7، اسلام آباد Ph:823094

بیرون ملک رہنے والے احباب اسلامک پبلی کیشنز، شاہ عالم مارکیٹ، لاہور۔ فون: 042-7325243 سے طلب کریں۔